ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

نوجوانوں کی کردار سازی اور فکری تربیت میں سیرتِ نبوی ﷺ کا کردار

The Role of the Prophetic Seerah in Youth Character Building and Intellectual Development

Muhammad Ihtisham Ahmad Farooqi
Lecturer Lahore Garrison University Lahore
Ihtishamfarooqi@lgu.edu.pk
Muhammad Waqas
M.phil Scholar , Superior University Lahore
waqasnajmi2@gmail.com

Abstract

This research paper explores the influence of the Prophetic Seerah (the life and teachings of Prophet Muhammad ﷺ) on character-building and intellectual and moral training of young people. Today, youth are confronted with challenging moral and intellectual issues including identity crisis, materialism, peer pressure, disinformation, polarisation and digital media.

This research suggests the Seerah is a holistic and practical framework for the development of well-rounded characters with integrity and reason. It identifies important Prophetic characteristics - honesty, trustworthiness, justice, mercy, patience, humility, modesty, accountability and service to humanity - and how they can be applied to youth development.

It also discusses the Prophetic approaches to education and reform, such as progressive development, context and wisdom-oriented advice, role modelling, positive encouragement, constructive criticism, consultation (shūrā), and accountability. Linking these concepts with contemporary educational and societal challenges, this research suggests that adopting Seerah-based approaches within families, schools, and community initiatives can promote ethical steadfastness, intellectual balance, resilience, social responsibility and positive leadership for young people.

Keywords

Prophetic, Seerah,Character Building,Intellectual Training,Self-Accountability,Tolerance,Civic Responsibility,Islamic Pedagogy,Personality Development; Positive Leadership

عصرِ حاضر میں نوجوان نسل ایک ایسے دوراہے پر کھڑی ہے جہاں ایک طرف علم، ٹیکنالوجی اور مواقع کی فراوانی ہے، اور دوسری طرف اقدار کی کمزوری، شناخت کا بحران اور فکری انتشار تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ یہی نوجوان کسی بھی قوم کا سب سے قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں؛ ان کی کردار سازی اور فکری تربیت مضبوط ہو تو معاشرہ ترقی، امن اور اعتماد کی راہ پر گامزن ہوتا ہے، اور اگر یہی طبقہ اخلاقی و فکری کمزوری کا شکار ہو جائے تو اجتماعی زندگی میں بے یقینی، بے مقصدیت اور انتشار جنم لیتا ہے۔ اس تناظر میں "نوجوانوں کی کردار سازی اور فکری تربیت" عصر حاضر کی اہم ضرورت بن چکا ہے۔

آج کے یوتھ کرائسس (Youth Crisis) کی نمایاں صورتیں متعدد ہیں: شناخت کا بحران، اقدار کی کمزوری، اور سوشل میڈیا کے شدید اثرات۔ ڈیجیٹل ماحول نے نوجوان کو معلومات تو بہت دے دی ہیں مگر حکمت، توازن اور مقصدیت کمزور کر دی ہے؛ نتیجتاً جذباتی فیصلہ سازی، سطحی سوچ، عدم برداشت، اور بعض اوقات انتہاپسندی یا لاادریت جیسے رجحانات پیدا ہوتے ہیں۔ خاندان، تعلیمی ادارے اور سماجی ماحول میں تربیتی خلا بھی اس بحران کو مزید گہرا کرتا ہے، کیونکہ نوجوان کو "رول ماڈل" کی شدید کمی محسوس ہو رہی ہے۔

ایسے حالات میں سیرتِ نبوی ﷺ نوجوانوں کے لیے کردار اور فکر کی تشکیل کا ایک جامع، متوازن اور قابلِ عمل ماڈل فراہم کرتی ہے۔ سیرت النبی انسان سازی کا مکمل منہج ہے: یہ صدق وامانت، عدل وانصاف، حلم وبردباری، حیا وپاکیزگی، ذمہ داری اور نظم جیسی اخلاقی بنیادیں بھی دیتی ہے اور توحیدی مقصدِ

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

حیات، علم دوستی، اعتدال، دلیل و تحقیق، اور اجتماعی ذمہ داری جیسی فکری بنیادیں بھی۔ نبی کریم ﷺ کی تربیتی حکمت — محبت و احترام، تدریج، مکالمہ، عملی نمونہ، اور ترغیب و احتساب میں توازن — آج کے نوجوان کے لیے بھی اسی طرح مؤثر ہے جیسے ابتدائی اسلامی معاشرے میں تھی، کیونکہ یہ انسانی نفسیات اور سماجی ضرورتوں کے عین مطابق ہے۔

چنانچہ ذیل میں پہلے نوجوانوں کو درپیش بڑے چیلنجز مختصرا بیان کئے جارہے ہیں تاکہ پھر سیرت النبی کی روشنی میں انکا حل تلاش کیا جاسکے۔

عصرِ حاضر میں نوجوانوں کے بڑے چیلنجز (Contemporary Challenges)

شناخت کا بحران:

آج کے نوجوان کو سب سے بڑا اور اہم مسئلہ یہ درپیش ہے کہ وہ اپنے آپ کو پہچاننے سے ہی قاصر ہے۔ وہ یہ جانتا ہی نہیں کہ میں کون ہوں، میری اصل قدر کیا ہے، میری ترجیحات کیا ہونی چاہئیں، اور میں زندگی میں کس مقصد کے لیے جینا چاہتا ہوں؟ کیونکہ اس کی شخصیت پہ بہت سی چیزوں کے متضاد اثرات (Conflicting Influences) ہیں۔ گھر، تعلیمی ادارہ، دوستوں کا حلقہ اور سوشل میڈیا — ہر جگہ اقدار اور ترجیحات مختلف ہیں۔ نوجوان کنفیوژن میں مبتلا ہے کہ کس معیار پہ زندگی بنائے۔ ایسے میں وہ اپنی زندگی کو دوسروں کی highlight reel سے compare کرتا ہے، جس سے احساسِ کمتری، بے چینی اور self-worth کا بحران پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ کامیابی کو صرف پیسہ، شہرت یا ڈگری تک محدود سمجھتا ہے۔

اخلاقی کمزوریاں:

اخلاقی کمزوریاں محض انفرادی خرابی نہیں رہتیں؛ یہ social trust کو توڑ دیتی ہیں۔ جب نوجوان میں یہ کمزوریاں بڑھتی ہیں تو گھر، تعلیمی ادارہ، مارکیٹ اور سوشل تعلقات سب متاثر ہوتے ہیں۔ ان اخلاقی کمزوریوں میں، جھوٹ سب سے زیادہ عام ہے۔ دورِ جدید میں جھوٹ صرف بات چھپانے تک محدود نہیں رہا بلکہ سوشل میڈیا پہ exaggeration، fake image اور half-truth کی شکل اختیار کر چکا ہے۔

دوسری اخلاقی کمزوری بددیانتی ہے۔ اور نوجوانوں میں یہ امتحان میں نقل، کام میں شارٹ کٹ، جھوٹی CV، وعدہ خلافی، امانت میں خیانت کے ذریعے پھیل رہا ہے۔ پھر عدم برداشت Intolerance کا بڑھتا ہوا رجحان بھی ایک اخلاقی کمزوری ہے۔ نوجوان اختلافِ رائے کو دشمنی سمجھنے لگتے ہیں، دوسرے کی بات نہیں سنتے، اور فوری لیبل لگا کر ہر چیز کو جج کرنے لگتے ہیں۔ سوشل میڈیا پر polarisation میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ ہر شخص اپنی پسند کی بات سننا چاہتا ہے، دوسری رائے برداشت نہیں کرتا۔ ایک اور اخلاقی کمزوری بے صبری (Impatience) ہے۔ نوجوان جلد کامیابی، جلد شہرت، جلد تعلقات، جلد پیسہ حاصل کرنے کی تگ و دو میں ہیں۔

فکری مسائل:

یہ وہ مسائل ہیں جو نوجوانوں کی "سوچ بنانے" کی صلاحیت، رائے قائم کرنے کے معیار، اور زندگی کے بڑے فیصلوں پر براہِ راست اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان میں سرفہرست انتہاپسندی (Extremism) ہے۔ نوجوان جذبات میں آکر معاملات کو پیچیدہ بنادیتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں عدم برداشت، تشدد پسند رویّے، اور اختلافِ رائے کے لیے نفرت پیدا ہوتی ہے۔

فکری مسائل میں سے بے یقینی بھی اہم مسئلہ ہے۔ نوجوان مسلسل سوالات، منفی تجربات، یا کمزور دینی و فکری رہنمائی کے باعث ہر چیز کو مشکوک سمجھنے لگتے ہیں۔ ایک اور اہم فکری مسئلہ ڈیجیٹل ماحول بھی ہے۔ سوشل میڈیا پر فحاشی نے نوجوانوں کی توجہ، جذبات اور خواہشات (desires) کو بہت زیادہ متاثر کیا ہے۔ جس سے نوجوانوں میں حیا، پاکیزگی اور روحانیت بہت زیادہ متاثر ہوئیں ہیں۔

تربیت کا فقدان بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ نوجوان کی شخصیت بننے میں گھر اور تعلیمی ادارہ بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ جب یہاں خلا پیدا ہو تو تربیت کمزور ہو جاتی ہے۔ اس کے واضح اثرات میں سے والدین اور بچوں کے درمیان فاصلہ پیدا ہونا ہے۔ اور نوجوان اپنے مسائل دوستوں یا انٹرنیٹ سے حل کرنے لگتا ہے، جو ہمیشہ درست نہیں ہوتا۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

سیرتِ نبوی ﷺ میں فکری تربیت کے نمایاں پہلو

نوجوانوں کی کردار سازی اور فکری تربیت کسی بھی قوم کے روشن مستقبل کی بنیاد ہے، کیونکہ نوجوانی وہ عمر ہے جس میں انسان کی عادات، سوچ، اقدار اور فیصلوں کی سمت متعین ہوتی ہے۔ مضبوط کردار نوجوان کو سچائی، امانت داری، ضبطِ نفس، احترامِ انسانیت اور ذمہ داری جیسے اوصاف سکھاتا ہے، جبکہ فکری تربیت اسے صحیح اور غلط میں فرق کرنے، دلیل کے ساتھ سوچنے، جذبات کے بجائے حکمت سے فیصلے کرنے اور منفی اثرات سے بچنے کی صلاحیت دیتی ہے۔ جب نوجوان اخلاقی طور پر مضبوط اور فکری طور پر بیدار ہوتے ہیں تو وہ نہ صرف اپنی زندگی کو بہتر بناتے ہیں بلکہ خاندان، معاشرے اور ملک کی تعمیر میں بھی مثبت کردار ادا کرتے ہیں۔ اسی لیے گھر، تعلیمی ادارے اور معاشرہ مل کر نوجوانوں کی درست رہنمائی، اچھی صحبت، علم و ہنر، اور مثبت اقدار کی آبیاری کو ترجیح دیں تو ایک باوقار، باصلاحیت اور ذمہ دار نسل تیار ہوتی ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ نوجوانوں کو امت کا قیمتی سرمایہ سمجھتے تھے، اسی لیے آپ ﷺ ان کی فکری تربیت اور کردار سازی پر خاص توجہ دیتے تھے۔ آپ ﷺ نوجوانوں کے اندر ایمان کی پختگی، سچائی، امانت داری، حیا، عدل اور ذمہ داری کا شعور پیدا کرتے، اور انہیں زندگی کے مقاصد واضح انداز میں سمجھاتے تھے۔ آپ ﷺ صرف نصیحت پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ عملی تربیت بھی دیتے تھے؛ کبھی اعتماد دے کر ذمہ داریاں سونپتے، کبھی غلطی پر نرمی سے اصلاح فرماتے، اور کبھی سوالات سن کر حکمت کے ساتھ رہنمائی کرتے۔ اسی تربیت کا نتیجہ تھا کہ کم عمری میں ہی بہت سے صحابہؓ اعلیٰ اخلاق، مضبوط کردار اور خدمتِ دین کے جذبے کے ساتھ نمایاں ہوئے۔ یوں رسول اللہ ﷺ نے نوجوانوں کی ذہنی و اخلاقی تشکیل کر کے انہیں معاشرے کی اصلاح اور قیادت کے لائق بنانے میں اپنا کردار ادا فرماتے۔ چنانچہ ذیل میں فکری تربیت کے چند مظاہر پیش کیے جا رہے ہیں۔

توحید باری اور مقصد زندگی:

انسانی زندگی میں عقائد سب سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں اور عقائد میں سے عقیدہ توحید سب سے پہلے ہے۔ رسول اللہ ﷺ عقیدہ توحید اور مقصد زندگی کو مرکزی اہمیت دیتے، کیونکہ عقیدہ توحید انسان کی زندگی کا بنیادی واہم ترین حصہ ہے۔ انسان کی دنیا و آخرت کی کامیابی اسی عقیدہ پہ منحصر ہے۔ قرآن کریم میں اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا [1]

بیشک اللہ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور جو اس سے کم (گناہ) ہو اس کو جس کے لئے چاہیے بخش دے گا اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا تو یقینا اس سے بہت بڑے گناہ کا بہتان باندھا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ توحید انسان کی زندگی میں مرکزی اہمیت رکھتی ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نوجوانوں کی فکری تربیت کرتے ہوئے انہیں توحید الہی کے جام پلاتے۔ سیرت میں کئی واضح واقعات ملتے ہیں جن میں آپ ﷺ نے نوجوانوں کے دل ودماغ میں اللہ کی وحدانیت، اسی پر توکل، اسی سے دعا، اور اسی سے مدد طلب کرنے کی پختگی پیدا کی۔

چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن عباس بیان کرتے ہیں میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (سواری پہ سوار تھا) تو رسول اللہ ﷺ نے (توحیدی شعور بیدار فرمانے کے لئے) ارشاد فرمایا:

"اے لڑکے میں تمہیں چند کلمات سکھاتا ہوں انہیں یاد رکھنا اللہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، اور اللہ کے حقوق کا خیال رکھو گے تو اسے اپنے سامنے پاؤ گے"

---

[1] ۔ النساء 48:4

"إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الأُمَّةَ لَوْ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلاَّ بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ، وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلاَّ بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الأَقْلاَمُ وَجَفَّتْ الصُّحُفُ"[2]

جب بھی مانگو تو اللہ ہی سے مانگو، اور جب مدد طلب کرو تو اللہ ہی سے مدد طلب کرو۔ اور جان لو کہ اگر ساری امت اس بات پر جمع ہو جائے کہ تمہیں کوئی فائدہ پہنچائے، تو وہ تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی مگر وہی (فائدہ) جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔ اور اگر سب لوگ مل کر تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہیں، تو وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر وہی جو اللہ نے تمہارے حق میں لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لیے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔ (یعنی تقدیر کا فیصلہ لکھا جا چکا ہے۔)

یہ حدیث مبارکہ نبی ﷺ کی تربیت کو واضح کرتی ہے۔ کہ آپ ﷺ کس طرح سے نوجوان صحابہ کرام کی توحیدی تربیت فرمانے کا اہتمام فرماتے تھے۔

عقائد کی پختگی کے ساتھ ساتھ عمل کرنا بھی اہم ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اسکا بھی اہتمام فرماتے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت معاذ بن جبلؓ (نوجوان) کو اللہ سبحانہ وتعالی کے حقوق سکھائے۔

حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ عفیر نامی دراز گوش پہ سوار تھا کہ تو جان کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے معاذ:

"هَلْ تَدْرِي حَقَّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ، وَمَا حَقُّ العِبَادِ عَلَى اللَّهِ"؟

کیا تو بندوں پہ اللہ کے حقوق اور اللہ پہ بندوں کے حقوق کے بارے میں جانتا ہے؟

تو میں (معاذ بن جبل) نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول بہتر جانتے ہیں۔ اس پہ آپ ﷺ ارشاد فرمانے لگے:

فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى العِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلاَ يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَحَقَّ العِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لاَ يُعَذِّبَ مَنْ لاَ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا[3]

بے شک اللہ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے، اللہ اسے عذاب نہ دے۔

میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! کیا میں لوگوں کو یہ خوشخبری نہ دے دوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

"انہیں یہ خوشخبری نہ دو، کہیں وہ اسی پر بھروسہ کر کے (عمل چھوڑ نہ بیٹھیں)"۔

پھر رسول اللہ خدا ﷺ صرف کلامی طور پہ ترغیب ہی نہیں بلکہ نمونہ بھی کر کے دکھاتے۔ فتح مکہ کے موقع پہ آپ ﷺ نے بتوں کو پاش پاش کر کے عملی طور پہ عقیدہ توحید کا پیغام صحابہ کرام علیہم الرضوان تک پہنچایا۔

حضرت عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت بیت اللہ کے گرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے۔ آپ ﷺ اپنے ہاتھ میں موجود لکڑی سے ان بتوں کو مارتے جاتے تھے اور یہ آیات پڑھتے جاتے تھے:

جَاءَ الحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ، جَاءَ الحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ البَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ[4]

---

[2] ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی "سنن الترمذي"۔ بیروت: دار الغرب الإسلامي، ط۔: 1998م، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول اللہ ﷺ، ج2 ص246، الرقم: 2513

[3] بخاری، محمد بن إسماعيل "الجامع الصحيح المسند المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننه وايامه المعروف صحيح البخاري"۔ مصر: دار طوق النجاة، ط۔ 1:1422، کتاب الجهاد والسير، باب اسم الفرس والحمار، ج4، ص14 الرقم: 2856

[4] الإسراء، 81:17 اور سبأ، 49:34 کی طرف ہے۔

حق آگیااور باطل مٹ گیا،بے شک باطل مٹنے ہی والا ہے۔حق آگیااور باطل نہ پہلی بار کچھ کر سکتا ہے اور نہ دوبارہ کچھ کر سکتا ہے۔[5]

عقیدہ رسالت:

عقیدہ توحید کے بعد ایمان کی جان عقیدہ رسالت ہے۔اس کے بغیر انسان مومن نہیں ہو سکتا اور اس پہ بھی کثیر شواہد موجود ہیں کہ رسول محتشم ﷺ صحابہ میں محبت رسالت مآب ﷺ کو داخل کرتے تاکہ انکو فکری طور پہ مضبوط کیا جا سکے۔

حضرت عبداللہ بن ہشامؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ حضرت عمر بن خطابؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔حضرت عمرؓ نے عرض کیا:"یارسول اللہ!آپ مجھے میری جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں"۔

تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لاَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ

نہیں،اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے!جب تک میں تمہیں تمہاری اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں(ایمان کامل نہیں ہوتا)۔

اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا":اب اللہ کی قسم!آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔"

تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:الآنَ يَا عُمَرُ [6]"اے عمر!اب بات مکمل ہوگئی۔"

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے　　　اسی میں ہو اگر خامی تو ایماں نامکمل ہے

محبت رسول کی صحابہ کرام کو ترغیب دینے پہ کثیر احادیث ہیں۔لیکن طوالت کے پیش نظر صرف ایک روایت پہ اکتفاء کیا گیا ہے۔

فکر آخرت اور مقصد زندگی:

عقیدہ توحید و رسالت کے بعد اہم ترین عقیدہ عقیدہ آخرت ہے یہ عقیدہ انسان کو مقصد زندگی دیتا ہے۔یہی عقیدہ انسان کی اصلاح کا ضامن ہے۔رسول اللہ ﷺ نے جس طرح صحابۂ کرامؓ کے دلوں میں عقیدۂ توحید اور محبتِ رسول ﷺ کو راسخ کیا،اسی طرح عقیدۂ آخرت کو بھی ان کی فکری تربیت کا بنیادی حصہ بنایا۔آپ ﷺ بار بار جنت،جہنم،حساب،قبر،قیامت اور اللہ کے سامنے جواب دہی کا ذکر فرماتے تاکہ صحابہؓ کا ذہن دنیا کی عارضی زندگی سے ہٹ کر آخرت کی کامیابی پر مرکوز ہو جائے اور پتہ چل جائے انسان کی دینا میں آمد کا مقصد کیا ہے۔

حضرت عبداللہ سے روایت کیا،انہوں نے کہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سوئے،پھر اٹھے تو اس(چٹائی)کا نشان آپ کے پہلو میں پڑ گیا تھا۔ہم نے عرض کیا:یارسول اللہ!کاش ہم آپ کے لیے کوئی بچھونا(نرم بستر)لگادیں۔آپ نے فرمایا:

مَا لِي وَلِلدُّنْيَا، مَا أَنَا فِي الدُّنْيَا إِلاَّ كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا.[7]

مجھے دنیا سے کیا تعلق؟میں دنیا میں بس اس سوار کی مانند ہوں جو کسی درخت کے سائے کے نیچے تھوڑی دیر ٹھہرا،پھر چل پڑا اور اسے چھوڑ گیا۔

یہ نبی پاک کی فکری تربیت کا نتیجہ تھا کہ صحابہؓ دنیا کی مشکلات،آزمائشوں اور قربانیوں کے باوجود ثابت قدم رہے۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھے پکڑ کر فرمایا:

---

[5] بخاری،محمد بن إسماعيل"صحيح البخاري"۔کتاب المغازی،باب:أين ركز النبي صلى الله عليه وسلم الراية يوم الفتح؟ج4،ص246،الرقم:حدیث:4287

[6] بخاری،محمد بن إسماعيل"صحيح البخاري"۔کتاب الأيمان والنذور،باب:كيف كانت يمين النبي صلى الله عليه وسلم،ج8،ص127،الرقم6632

[7] ترمذی،ابو عیسی محمد بن عیسی"سنن الترمذي"۔ابواب الزہد،ج2ص166،الرقم:2377

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

"كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ"
دنیامیں اس طرح رہو گویا تم ایک اجنبی ہو یا راستہ چلنے والے مسافر۔"
اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرمایا کرتے تھے:
إِذَا أَمْسَيْتَ فَلاَ تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلاَ تَنْتَظِرِ المَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ[8]

جب تم شام میں داخل ہو تو صبح کا انتظار نہ کرو، اور جب صبح کرو تو شام کا انتظار نہ کرو، اور اپنی صحت سے بیماری کے لیے فائدہ اٹھاؤ، اور اپنی زندگی سے موت کے لیے تیاری کرو۔

سیرت النبی ﷺ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی فکری تربیت میں آخرت کی جواب دہی، جنت کی رغبت، جہنم کا خوف، دنیا کی بے ثباتی، اور اعمال کی اہمیت کو بار بار بیان فرمایا۔

اسی تربیت کا نتیجہ تھا کہ صحابہؓ دنیا کے بجائے آخرت کی کامیابی کو اصل مقصد سمجھنے لگے اور ہر عمل اللہ کی رضا کے لیے کرنے لگے۔

عبادات کی ترغیب:

رسولِ اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ آپ ﷺ نوجوانوں کی فکری تربیت اور کردار سازی کو محض نصیحت تک محدود نہیں رکھتے تھے، بلکہ انہیں ایسے عملی راستے دکھاتے تھے جو دل و دماغ دونوں کو سنوار دیں۔ عبادات اسی عملی تربیت کا بنیادی ستون ہیں، کیونکہ نماز، روزہ، ذکر اور دیگر اعمالِ عبادت انسان کے اندر ذمہ داری، ضبطِ نفس، پاکیزگیٔ فکر اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا احساس پیدا کرتے ہیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نوجوانوں کو عبادات کی طرف رغبت دلاتے، ان کے سوالات کے مطابق رہنمائی فرماتے اور آسان، حکمت بھرا انداز اختیار کرتے تاکہ عبادت ان پر بوجھ نہیں بلکہ زندگی سنوارنے والی عادت بن جائے۔

عبادات میں سے سب سے اہم عبادت نماز ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ کم عمری سے ہی اسکی ترغیب فرماتے۔

ارشاد نبوی ہے:
«مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِينَ، وَإِذَا بَلَغَ عَشْرَ سِنِينَ فَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا»[9]
بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہو جائیں، اور جب دس سال کے ہو جائیں تو (نماز نہ پڑھنے پر) انہیں مارو (سرزنش کرو)۔

ایسے ہی رسول اللہ مختلف مقامات پہ صحابہ کرام کو عبادات کی ترغیب دلانے کے لئے انکی تعریف کرتے تاکہ عبادات عادت میں شامل ہو جائیں۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا نبی ﷺ کے زمانے میں (صحابہ میں سے) کوئی شخص اگر کوئی خواب دیکھتا تو اسے رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیان کر دیتا۔ مجھے بھی خواہش ہوئی کہ میں کوئی خواب دیکھوں اور اسے رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیان کروں۔ میں اس وقت ایک کم عمر نوجوان تھا، اور رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مسجد میں سویا کرتا تھا۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا دو فرشتوں نے مجھے پکڑا اور مجھے آگ کی طرف لے گئے۔ وہ کنویں کی طرح لپٹی ہوئی (گول) تھی، اور اس کے (دو کنارے) دو شاخیں تھیں، اور اس میں کچھ لوگ تھے جنہیں میں پہچانتا تھا۔ میں کہنے لگا: "میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں آگ سے، میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں آگ سے۔" انہوں نے کہا: پھر ہمیں ایک اور فرشتہ ملا، اس نے مجھ سے کہا: "ڈرنے کی بات نہیں (تم پر کوئی خوف نہیں)۔

---

[8]۔ بخاری، صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: «كن في الدنيا۔۔۔ج8، ص88، الرقم: 6416

[9]۔ أبو داود، سليمان بن الأشعث "سنن أبي داود"۔ (بيروت: المكتبة العصرية)، كتاب الصلاة، باب متى يؤمر الغلام بالصلاة، ج1، ص106، الرقم: 494

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
Vol.04 No.01 (2026)

میں نے یہ واقعہ حضرت حفصہؓ کے ذریعے رسول اللہ ﷺ تک پہنچایا۔ پھر حضرت حفصہؓ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے بیان کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

نعم الرجل عبد الله، لو كان يصلي من الليل

عبداللہ بہت اچھا آدمی ہے، کاش وہ رات کو (بھی) نماز پڑھا کرے۔

اس کے بعد عبداللہ (بن عمرؓ) رات میں بہت کم سوتے تھے (یعنی قیام اللیل کا اہتمام کرتے تھے)۔[10]

بعض أوقات نبی رحمت صحابہ کرام کو نیکی پہ ابھارنے کے لئے انکی تعریف کرتے تا کہ وہ خوش ہو کر مزید نیکی کے راستے پہ چلیں۔ ابنِ حنظلیہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

نِعْمَ الرَّجُلِ خُرَيْمٌ الأَسَدِيُّ لَوْلا طُولُ جُمَّتِهِ، وَإِسْبَالُ إِزَارِهِ[11]

"خُرَیم اَسدی کیا ہی اچھا آدمی ہے، اگر اس کے بالوں کی لمبی لٹ (جُمَّہ) اور اس کے تہبند (ازار) کا ٹخنوں سے نیچے لٹکا نا نہ ہوتا۔

یہ بات خُرَیم تک پہنچی تو وہ فوراً (گھر) گئے، ایک چھری لی اور اس سے اپنی لٹ کو کاٹ کر کانوں تک کر دیا، اور اپنا تہبند اٹھا کر پنڈلیوں کے درمیان تک کر لیا۔

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نوجوانوں کی تربیت میں عبادت کو کردار سازی کا بنیادی ذریعہ بناتے تھے۔ آپ ﷺ پہلے نوجوان کی خوبی کو سراہتے، پھر نہایت حکمت اور نرمی سے اسے بلند تر عمل کی طرف راغب کرتے، جیسے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو قیام اللیل کی ترغیب دی جس کا اثر یہ ہوا کہ وہ رات کو کم سوتے تھے۔ اسی طرح خواب کے واقعے میں آخرت کا شعور، اللہ کی پناہ مانگنے کی عادت اور خوف و امید کا توازن پیدا کر کے نوجوان کے اندر خود احتسابی، ضبطِ نفس اور اللہ سے مضبوط تعلق پیدا کیا گیا۔

علم دوستی (Love of Knowledge)

سیرتِ نبوی ﷺ میں فکری تربیت کا ایک نمایاں پہلو "علم دوستی" ہے۔ آپ ﷺ نے علم کو انسان کی اصلاح، کردار سازی اور معاشرتی بہتری کا ذریعہ بنایا۔ اسی لیے آپ ﷺ نے سوال کرنے، سمجھنے اور غور و فکر کی حوصلہ افزائی فرمائی، تا کہ ایمان اور عمل کی بنیاد اندھی تقلید نہ ہو۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے علم کے حصول پہ بہت زیادہ زور دیا۔

اعتدال اور توازن (Moderation)

سیرتِ نبوی ﷺ میں فکری تربیت کا ایک اہم پہلو اعتدال اور توازن ہے۔ آپ ﷺ نے دین کو ایسا راستہ بنایا جو انسان کی فطرت کے مطابق ہو اس میں افراط (حد سے بڑھ جانا) اور نہ تفریط (کوتاہی) نہ ہو۔ فکری تربیت کے اس اصول کے تحت آپ ﷺ نے عبادت، معاشرت، اخلاق، معاملات اور جذبات ہر میدان میں میانہ روی سکھائی، تا کہ انسان شدت پسندی، تعصب اور جلد بازی سے بچے سے گریز کرے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ: تین آدمی نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے گھروں میں آئے اور نبی ﷺ کی عبادت کے بارے میں پوچھنے لگے۔ جب انہیں بتایا گیا تو انہوں نے اسے (اپنے خیال میں) کم سمجھا اور کہنے لگے: ہمارا نبی ﷺ سے کیا مقابلہ؟ آپ ﷺ کے تو اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا: میں تو ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور کبھی افطار نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔

پھر رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "کیا تم ہی وہ لوگ ہو جنہوں نے یہ باتیں کہیں؟

---

[10]۔ بخاری، صحیح بخاری، کتاب التھجد، باب فضل قیام اللیل، ج2، ص48 الرقم: 1122، 1121

[11]۔ محيي السنة، أبو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوي، شرح السنة والناشر: المكتب الإسلامي - دمشق، بيروت، ط: 2، 1983م، كتاب اللباس، باب النهي عن وصل الشعر والوشم، ج12، ص101، الرقم: 3188

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol.04 No.01 (2026)

«أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي»[12]

سن لو! اللہ کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور سب سے زیادہ تقویٰ اختیار کرنے والا ہوں، لیکن میں (کبھی) روزہ رکھتا ہوں اور (کبھی) چھوڑ بھی دیتا ہوں، اور میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور (کبھی) سوتا بھی ہوں، اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ پس جو میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں ہے۔

یہ حدیث اعتدال اور توزن کی بہترین مثال ہے جس میں آپ ﷺ نے ان نوجوانوں کو فکر اور عبادات میں غلو کرنے نسے منع فرمایا۔

تنقیدی بصیرت اور شعور(Critical Thinking)

سیرتِ نبوی ﷺ میں فکری تربیت کا ایک نمایاں پہلو تنقیدی بصیرت اور شعور(Critical Thinking) ہے۔ آپ ﷺ نے امت کو یہ مزاج دیا کہ ہر خبر یا دعوے کو بلا تحقیق قبول نہ کیا جائے بلکہ دلیل، قرائن اور سچائی کی جانچ پرکھ کے بعد رائے قائم کی جائے۔ اسی لیے افواہوں، غلط فہمیوں اور "سنی سنائی باتوں" پر فیصلے کرنے سے روکا گیا۔ نبوی تربیت یہ سکھاتی ہے کہ زبان اور ذہن دونوں ذمہ دار ہیں: بات پھیلانے سے پہلے اس کا ماخذ، مقصد اور نتیجہ دیکھا جائے؛ اور اگر معاملہ واضح نہ ہو تو توقف، تحقیق اور اہلِ علم سے رجوع کیا جائے۔

جس طرح رسول اللہ ﷺ کا ولید بن عقبہ کو قبیلہ بنو مصطلق بھیجنا اور خبر کی تحقیق کا حکم دینا۔[13]

اجتماعی شعور اور شہری ذمہ داری(Civic Sense)

سیرتِ نبوی ﷺ میں فکری تربیت کا ایک اہم پہلو اجتماعی شعور اور شہری ذمہ داری (Civic Sense) ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرد کو یہ سمجھایا کہ وہ صرف اپنی ذات کا نہیں بلکہ اپنے گھر، محلے اور پورے معاشرے کا بھی ذمہ دار ہے؛ اس کی عبادت، اخلاق اور معاملات کا اثر دوسروں پر پڑتا ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے حقوق العباد کو مرکزی حیثیت دی: راستوں کی صفائی، لوگوں کو تکلیف سے بچانا، ہمسایوں کے حقوق، کمزوروں کی مدد، امانت و دیانت، وعدہ پورا کرنا، نظم وضبط اور قانون کی پابندی۔ یہ سب شہری ذمہ داری کے بنیادی اصول ہیں۔ نبوی تربیت یہ شعور پیدا کرتی ہے کہ ایک اچھا مسلمان وہ ہے جو معاشرے کے لیے نفع بخش ہو، عوامی جگہوں اور وسائل کا احترام کرے، اختلاف کے باوجود انصاف اور خیر خواہی قائم رکھے، اور اجتماعی بھلائی کے لیے اپنا کردار ادا کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے امت میں راعی یعنی ہر فرد اپنی ذات میں نگران ہے کا اصول پیش کیا۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «أَلاَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالإِمَامُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى أَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا، وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ، وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ، أَلاَ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ[14]

سیرتِ نبوی ﷺ میں کردار سازی کے بنیادی اصول

اب ذیل میں سیرت نبوی کی روشنی میں کردار سازی کے بنیادی اصول اور انکی روشنی میں نوجوانوں کی کردار سازی کو بیان کیا جا رہا ہے۔

---

[12]۔ بخاری، صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب في النکاح، ج7، ص2، الرقم:5063

[13]۔ ابن جریر طبری، محمد بن جریر بن، أبو جعفر الطبري، جامع البيان في تأويل القرآن، الناشر: مؤسسة الرسالة، ط:1-2000م، ج22، ص288

[14]۔ بخاری، صحیح بخاری، کتاب الاحکام، باب قول اللہ تعالی و أطیعوا اللہ و أطیعوا الرسول۔۔، ج9، ص62، الرقم:7138

اخلاص اور نیت کی درستی:

کردار سازی کی اصل بنیاد انسان کا باطن ہے، اور باطن کا سب سے اہم عنصر اخلاص اور نیت کی درستگی ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں اعمال کی قبولیت اخلاص سے وابستہ ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کی تربیت میں بار بار یہ بات راسخ کی کہ جو کام اللہ کے لیے ہو وہی قابلِ قبول ہے، اور جو کام دین کے نام پر بھی ہو مگر اس کے پیچھے فساد، شہرت یا ذاتی مفاد ہو تو وہ اللہ کے نزدیک وزن نہیں رکھتا۔

رسول اللہ ﷺ کے دورِ مدینہ میں ایک اہم واقعہ پیش آیا جسے "مسجدِ ضرار" کے واقعے کے نام سے جانا جاتا ہے۔ منافقین نے مسجدِ قبا کے قریب ایک نئی مسجد تعمیر کرلی۔ یہ کام رسول اللہ ﷺ کے غزوۂ تبوک کے لیے روانہ ہونے سے پہلے مکمل ہو چکا تھا۔ پھر وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ ہماری مسجد میں تشریف لاکر نماز ادا فرمادیں تاکہ مسلمانوں کے نزدیک اس مسجد کی حیثیت معتبر ہو جائے۔ انہوں نے یہ عذر پیش کیا کہ یہ مسجد ہم نے کمزور اور بیمار لوگوں کی سہولت کے لیے بنائی ہے، خصوصاً ان ضعیف افراد کے لیے جو سردیوں کی راتوں میں دور کی مساجد تک نہیں جاسکتے۔

لیکن اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو اس جگہ نماز پڑھنے سے محفوظ رکھنا چاہتا تھا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت ہمیں غزوۂ تبوک کے سفر کی تیاری اور روانگی درپیش ہے، واپسی پر ان شاء اللہ اس معاملے کو دیکھا جائے گا۔

جب نبی کریم ﷺ غزوۂ تبوک سے واپسی پر مدینہ کے قریب پہنچے اور مدینہ کا فاصلہ تقریباً ایک دن یا اس سے کچھ کم رہ گیا، تو حضرت جبرئیلؑ وحی لے کر آئے کہ منافقین نے یہ "مسجد" دراصل ضرار کی نیت سے بنائی ہے؛ ان کا مقصد مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا اور اسے ایک مخصوص شخص (ابو عامر راہب) کے لیے مرکز بنانا ہے۔ اس حقیقت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے چند صحابہؓ کو حکم دیا کہ وہ اس عمارت کو گرا دیں اور اسے ختم کر دیں، چنانچہ اسے منہدم کر دیا گیا۔ یہ لوگ قسمیں کھا کھا کر کہنے لگے کہ ہم نے تو نیک ارادے سے یہ مسجد بنائی تھی، ہمارے پیش نظر صرف مسلمانوں کی خیر خواہی تھی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ شہادت دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹ بولتے ہیں۔[15]

جس واقعہ کو سورہ توبہ میں اس انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَى وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ

اور وہ لوگ جنہوں نے ضرر پہنچانے کے لیے مسجد بنائی اور کفر کے لیے اور مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے کے لیے اور اس شخص کی کمین گاہ بنانے کے لیے جو پہلے سے ہی اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کر رہا ہے اور وہ ضرور یہ قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے صرف بھلائی کا ارادہ کیا ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک وہ ضرور جھوٹے ہیں۔

لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ[16]

آپ اس مسجد میں کبھی کھڑے نہ ہوں۔ البتہ جس مسجد کی بنیاد پہلے روز سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ اس بات کی زیادہ حق دار ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں۔ اس میں ایسے مرد ہیں جو خوب پاکیزہ ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ زیادہ پاکیزگی حاصل کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ مساجد کی اصل بنیاد تقوی ہے۔ جو کام تقویٰ اور اخلاص کیے ساتھ کیا جائے اللہ کے ہاں قبول ہوتا ہے۔ اور جو کام فساد، ریا یا مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے مقصد سے ہو، وہ اپنے کرنے والوں کے لیے تباہی کا سبب بنتا ہے۔

مندرجہ بالا واقعہ سے نوجوانوں کی کردار سازی کے لئے جو چیزیں پتہ چلتی ہیں وہ یہ ہیں کہ عمل کی قبولیت اخلاص اور حسن نیت پر ہے، دکھاوے یا ذاتی مفاد سے کیا گیا "نیک" کام بھی بے وزن ہے۔ مزید یہ کہ مسجدِ ضرار کا مقصد مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا تھا؛ نوجوان اتحاد، رواداری اور جوڑ پیدا کرنے والے بنیں نہ

---

[15] ۔ أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي، تفسير القرآن العظيم، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت، ط:1-1419ھ، ج4، ص184۔

[16] ۔ التوبہ، 9:107-108

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

تخریب کاری کرنے والے۔اور سب سے اہم ریا، شہرت اور جھوٹے جواز سے پرہیز کریں۔کیونکہ منافقین نے خیر خواہی کے دعوے اور قسموں سے نوجوانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔تو نوجوان سچائی اور دیانت کو اپنا معیار بنائیں۔

صدق وامانت:

سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں کردار سازی کا ایک بنیادی اور ناگزیر جزو صدق وامانت ہے۔انسان کی شخصیت کا دارومدار سچائی اور دیانت پر ہے۔ نبی کریم ﷺ بعثت سے پہلے بھی اہلِ مکہ میں "صادق" اور "امین" کے لقب سے معروف تھے، جو اس بات کی روشن دلیل ہے کہ اسلام نے جس اخلاقی انقلاب کی دعوت دی، اس کی بنیاد پہلے ہی آپ ﷺ کے اعلیٰ کردار میں موجود تھی۔اسی لیے ایک باکردار نوجوان کے لیے سچ بولنا، وعدہ پورا کرنا، امانت ادا کرنا اور ہر طرح کے دھوکے، خیانت اور فریب سے بچنا شخصیت کی تعمیر کا مرکزی ستون ہے۔

جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ہجرت مدینہ سے قبل تمام امانتیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حوالے کیں اور حکم دیا کہ یہ امانتیں ان کے مالکوں کو لوٹا کر مدینہ آجائیں۔[17]

یہ واقعہ بھی نوجوانوں کی کردار سازی میں اہم سبق دیتا ہے کہ ہمیشہ صدق وامانت پہ پہرا دیا جائے۔

عدل وانصاف:

عدل وانصاف کردار سازی کی وہ بنیادی قدر ہے جو انسان کے رویّے، فیصلوں اور تعلقات کو درست سمت دیتا ہے۔سیرتِ نبوی ﷺ سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں عدل روزمرہ زندگی میں گھر، مدرسہ، بازار اور معاشرے کے ہر معاملے میں حق دار کو اس کا حق دینا، کسی پر ظلم نہ کرنا، اور پسند وناپسند، رشتہ داری یا مفاد سے بالاتر ہو کر درست فیصلہ کرنا عدل کہلاتا ہے۔نبی کریم ﷺ نے اپنے قول و عمل سے یہ اصول راسخ کیا کہ انصاف دوست و دشمن سب کے لیے یکساں ہے؛ کمزور کی دادرسی اور طاقتور کو قانون کے تابع کرنا ہی حقیقی عدل ہے۔اسی عدل کے ذریعے معاشرے میں اعتماد، امن، باہمی احترام اور حقوق کی حفاظت قائم ہوتی ہے، اور نوجوانوں کی شخصیت میں ذمہ داری، دیانت اور توازن پیدا ہوتا ہے۔

سیرت نبوی اس جیسے واقعات سے بھری ہوئی ہے جہاں رسول اللہ نے نہ صرف عدل وانصاف کا حکم بھی دیا بلکہ موقع آنے پہ خود اسکا عملی مظاہرہ بھی کیا۔

مثال کے طور پر قبیلہ بنو مخزوم کی فاطمہ نامی خاتون سے چوری کا جرم سرزد ہوا۔ قریش کے لوگوں کو یہ بات ناگوار گزری کہ ایک معزز خاندان کی عورت پر حد جاری ہو، اس لیے انہوں نے سوچا کہ کسی بااثر شخص کے ذریعے سفارش کرائی جائے۔چنانچہ انہوں نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس عورت کے لیے سفارش کریں۔جب اسامہؓ نے سفارش کی تو نبی کریم ﷺ ناراض ہوئے اور فرمایا:

" أتشفع في حد من حدود الله، ثم قام فاختطب، ثم قال: إنما أهلك الذين قبلكم، أنهم كانوا إذا سرق فيهم الشريف تركوه، وإذا سرق فيهم الضعيف أقاموا عليه الحد، وايم الله لو أن فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها "[18]

کہ کیا تم اللہ کی مقرر کردہ حد میں سفارش کرتے ہو؟ پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور واضح فرمایا کہ پچھلی قومیں اسی لیے ہلاک ہوئیں کہ وہ قانون میں دوہرا معیار اختیار کرتی تھیں۔اگر کوئی شریف (بمعنی اشراف) آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتیں، اور اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر سزا نافذ کر دیتیں۔اس کے بعد آپ ﷺ نے قسم کھا کر اعلان فرمایا کہ اگر فاطمہ بنتِ محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔

اس واقعے سے نوجوانوں کی تربیت کا یہ اصول واضح ہوتا ہے نوجوان قانون کی بالادستی کو قائم کریں۔سفارش اور دباؤ سے اجتناب کریں۔عدل میں غیر جانبداری رکھیں، اور غلطی ثابت ہو جائے تو بہانے نہیں، ذمہ داری قبول کر کے اصلاح کرنا سیکھیں۔

---

[17]۔ محمد حسین هیکل، حياة محمد صلى الله عليه وآله وسلم، الناشر: المكتبة الشاملة، ج1، ص145

[18]۔ بخاری، صحیح بخاری، ج4، ص175، الرقم: 3475

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

حسنِ اخلاق:

حسنِ اخلاق کی اصل اور کامل ترین مثال سیرتِ نبوی ﷺ میں جلوہ گر نظر آتی ہے، جہاں نرمی، حلم، برداشت، درگزر اور دلجوئی عملی زندگی کا مستقل طریقہ تھے۔ آپ ﷺ کی گفتگو میں شائستگی، رویّے میں توازن، اور مخالفین تک کے ساتھ عدل و رحمت کا پہلو نمایاں تھا، جس نے لوگوں کے دل جیتے اور بگڑے ہوئے معاشرے کی تعمیر کی۔ یہی وجہ ہے کہ سیرتِ نبوی ﷺ کردار سازی میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ انسان اپنے غصے کو قابو میں رکھنا سیکھتا ہے، دوسروں کی غلطیوں سے درگزر کی عادت اپناتا ہے، اور نرم لہجے کے ذریعے تعلقات سنوارتا ہے۔ چنانچہ جب ہم حسنِ اخلاق کو سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں اختیار کرتے ہیں تو یہ گھر، معاشرے اور کام کی جگہ پر اصلاح کرنے والا کردار تشکیل دیتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ حسن اخلاق سے بھری پڑی ہے۔ سینکڑوں ایسے واقعات رونما ہوئے جہاں اسلام کے کٹر دشمن رسول اللہ ﷺ کے حسن اخلاق سے متاثر ہو کے مسلمان ہو گئے۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے وہ کہتے تھے:

نبی کریم ﷺ نے نجد کی طرف گھڑ سواروں کا ایک دستہ بھیجا۔ وہ بنی حنیفہ کے ایک آدمی کو لے آئے جس کا نام ثمامہ بن اُثال تھا۔ صحابہ ؓ نے اسے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ پھر نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

«مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟» ثمامہ! تمہارے پاس کیا ہے؟ (یعنی تم کیا کہتے ہو یا تمہارا کیا خیال ہے؟)

اس نے کہا: عِنْدِي خَيْرٌ يَا مُحَمَّدُ، إِنْ تَقْتُلْنِي تَقْتُلْ ذَا دَمٍ، وَإِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ، وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ المَالَ فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ میرے پاس خیر ہے، اے محمد! اگر آپ مجھے قتل کریں تو ایسے شخص کو قتل کریں گے جس کا خون (بدلہ لینے والا) ہے، اور اگر آپ احسان کریں تو ایک شکر گزار پر احسان کریں گے، اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو جتنا چاہیں مانگ لیں۔"

پھر اسے چھوڑ دیا گیا یہاں تک کہ اگلا دن آ گیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: "ثمامہ! تمہارے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا: "وہی جو میں نے آپ سے کہا تھا: اگر آپ احسان کریں تو ایک شکر گزار پر احسان کریں گے۔ پھر اسے چھوڑ دیا گیا یہاں تک کہ پرسوں کا دن آ گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ثمامہ! تمہارے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا: میرے پاس وہی ہے جو میں نے آپ سے کہا تھا۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ثمامہ کو چھوڑ دو"

وہ مسجد کے قریب ایک کھجوروں کے باغ میں پانی کے مقام کی طرف گئے، غسل کیا، پھر مسجد میں داخل ہوئے اور کہنے لگے:

أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اے محمد! اللہ کی قسم، روئے زمین پر آپ کا چہرہ مجھے سب سے زیادہ ناپسند تھا، اور اب آپ کا چہرہ مجھے سب چہروں سے زیادہ محبوب ہو گیا ہے۔ اللہ کی قسم، آپ کا دین مجھے سب سے زیادہ ناپسند تھا، اور اب آپ کا دین مجھے تمام دینوں سے زیادہ محبوب ہو گیا ہے۔ اللہ کی قسم، آپ کا شہر مجھے سب سے زیادہ ناپسند تھا، اور اب آپ کا شہر مجھے تمام شہروں سے زیادہ محبوب ہو گیا ہے۔ اور آپ کے گھڑ سواروں نے مجھے اس حال میں پکڑا کہ میں عمرہ کا ارادہ رکھتا تھا؛ تو آپ کی کیا رائے ہے؟" پس رسول اللہ ﷺ نے اسے خوش خبری دی اور اسے عمرہ کرنے کا حکم فرمایا۔

پھر جب وہ مکہ پہنچے تو کسی نے اس سے کہا: "تم (اپنے دین سے) پھر گئے ہو؟" انہوں نے کہا: "نہیں، بلکہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسلام لے آیا ہوں۔ اور نہیں، اللہ کی قسم! یمامہ سے تمہارے پاس گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ اس کی اجازت دیں۔[19]

یہ واقعہ بھی نوجوانوں کی کردار سازی میں اہم کردار ادا کرتا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اخلاق میں بہت زیادہ طاقت ہے نبی ﷺ نے قیدی کے ساتھ بھی عزت اور نرمی سے گفتگو کی جس سے نوجوانوں کو یہ سیکھنے کا موقع ملتا ہے اچھا اخلاق حقیقی اثر پیدا کرتا ہے۔ اس سے ضبطِ نفس اور غصے پر قابو پانے کے لئے بھی رہنمائی ملتی ہے۔ کہ اختیار ہونے کے باوجود انتقام یا تذلیل نہ کی جائے بلکہ طاقت ملے تو بھی خود پر قابو رکھنا چاہیے۔ اور مکالمہ اور سننے کی عادت اپنانا بھی اہم ہے۔

---

[19]۔ بخاری، صحیح بخاری، کتاب المغازي، باب وفد بني حنيفة، وحديث ثمامة بن [ص:170] أثال، ج5، ص170، الرقم: 4372

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
Vol.04 No.01 (2026)

رسول اللہ نے بار بار (ماذا عندک یا ثمامہ) پوچھ کر بات کا دروازہ کھلا رکھا یہ نوجوانوں بات چیت اور جھگڑے کم کرنا سکھاتا ہے۔
اس کے علاوہ دوسروں کو خود کو بدلنے کا موقع بھی دینا چاہیے۔

نوجوانوں کی قیادت کی تربیت:

رسول اللہ ﷺ نے نوجوانوں کو قیادت اس طرح سکھائی کہ پہلے ان کی صلاحیتوں پر اعتماد کیا، پھر انہیں مناسب رہنمائی کے ساتھ عملی ذمہ داریاں دیں۔ آپ ﷺ نوجوانوں کو نظم وضبط، مشاورت، دیانت، اور خدمتِ خلق کے اصولوں پر چلنے کی تربیت دیتے، تاکہ وہ اختیار کو ذاتی فائدے کی بجائے امانت سمجھ کر استعمال کریں۔ سیرتِ نبوی ﷺ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں قیادت کا معیار عمر نہیں ہے، بلکہ کردار ہے: سچائی، عدل، برداشت اور مقصد سے وفاداری۔ یہی طریقہ نوجوانوں میں خود اعتمادی پیدا کرتا ہے، انہیں مشکل حالات میں ثابت قدم بناتا ہے، اور انہیں ایسے قائد بناتا ہے جو لوگوں کو جوڑیں، حقوق ادا کریں اور معاشرے میں مثبت تبدیلی لائیں۔

رسول اللہ ﷺ کا حضرت معاذ بن جبل کو داعی اور قاضی بنا کر یمن بھیجنا، حضرت مصعب بن عمیر کو مدینہ کی طرف دینی و تبلیغی امور کے لئے بھیجنا، ابن اسید کو فتح مکہ کے بعد امیر انتظامی امور بنانا، حضرت زید بن ثابت و امیر معاویہ کو کاتبین وحی بنانا اور کبار صحابہ کرام کے ہوئے حضرت اسامہ بن زید کو لشکر کا امیر بنا کر روانہ کرنا رسول اللہ کے نوجوان قیادت پہ اعتماد کی مختلف صورتیں ہیں۔

اس اسلوب سے پتہ چلتا ہے کہ اعتماد کے قابل بننے کی فکر اور اہلیت اپنے اندر پیدا کرنا ضروری ہے۔ پھر امانت اور جواب دہی کا شعور بھی اہم ہے نوجوانوں میں ذمہ داری، وقت کی پابندی، فیصلہ سازی میں احتیاط اور اللہ کے سامنے جواب دہی کا احساس ہونا چاہیے۔ نظم و ضبط اور اطاعتِ امیر کرنا بھی ضروری ہے۔ مزید نوجوان یہ سیکھتے ہیں کہ قائد کا کام حکم چلانا نہیں ہے بلکہ لوگوں کو ساتھ لے کر چلنا، انصاف کرنا، اور کمزور کے حق کی حفاظت کرنا اصل قیادت ہے۔ اس کے علاوہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ تنقید یا مخالفت ہو تب بھی اصولی موقف پر ڈٹے رہنا قائدانہ کردار ہے۔

حیا اور پاکیزگی:

نوجوانوں کی کردار سازی میں حیاء اور پاکیزگی نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں، کیونکہ یہی صفات انسان کے ضبط (Self Cantrol) اور اخلاقی معیار کی شاہد ہوتی ہیں۔ حیاء کا تعلق نگاہ، زبان، تعلقات اور روزمرہ معاملات کی پاکیزگی سے ہے؛ یعنی انسان کیا دیکھتا ہے، کیسے بولتا ہے، کن حدود میں تعلقات رکھتا ہے اور دوسروں کے ساتھ لین دین میں کتنا صاف اور دیانت دار ہے۔ جب نوجوان اپنی نگاہ کی حفاظت کرتے ہیں تو دل میں بے جا خواہشات اور فکری آلودگی کم ہوتی ہے، زبان پاکیزہ ہو تو بد تمیزی، جھوٹ، غیبت اور بے مقصد گفتگو سے بچاؤ رہتا ہے، اور تعلقات میں حدود قائم ہوں تو بے راہ روی اور جذباتی لغزش سے حفاظت ہوتی ہے۔ یوں حیا نوجوان کو اخلاقی کمزوری سے بچا کر خود احترام، ذمہ داری اور مضبوط کردار کی طرف لے جاتی ہے، اور ایک باوقار، متوازن اور قابلِ اعتماد شخصیت کی تعمیر کرتی ہے۔

رسول اللہ نے حیاء کی اہمیت پہ زور دیا۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
«الإِيمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً، وَالحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإِيمَانِ»[20]
"ایمان کی ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں ہیں، اور حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے۔"

اس ضمن میں ایک معروف واقعہ ملتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک نوجوان آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ

حضرت ابو اُمامہؓ سے روایت ہے کہ ایک نوجوان نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے زنا کی اجازت دے دیجیے۔ یہ سن کر لوگ اس کی طرف لپکے اور اسے ڈانٹنے لگے اور کہنے لگے: بس کرو، بس کرو! نبی ﷺ نے فرمایا: "اسے میرے قریب آنے دو۔" وہ نوجوان قریب آگیا۔ راوی کہتے ہیں: وہ بیٹھ گیا۔
نبی ﷺ نے فرمایا: "کیا تم اسے اپنی ماں کے لیے پسند کرتے ہو؟"

---

[20]۔ بخاری، صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب اُمور الإیمان، ج1، ص11، الرقم:9

اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: "اور لوگ بھی اسے اپنی ماؤں کے لیے پسند نہیں کرتے۔" پھر فرمایا: "کیا تم اسے اپنی بیٹی کے لیے پسند کرتے ہو؟" اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "اور لوگ بھی اسے اپنی بیٹیوں کے لیے پسند نہیں کرتے۔" پھر فرمایا: "کیا تم اسے اپنی بہن کے لیے پسند کرتے ہو؟" اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "اور لوگ بھی اسے اپنی بہنوں کے لیے پسند نہیں کرتے۔"

پھر فرمایا: "کیا تم اسے اپنی پھوپھی کے لیے پسند کرتے ہو؟"

اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "اور لوگ بھی اسے اپنی پھوپھیوں کے لیے پسند نہیں کرتے۔" پھر فرمایا: "کیا تم اسے اپنی خالہ کے لیے پسند کرتے ہو؟" اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "اور لوگ بھی اسے اپنی خالاؤں کے لیے پسند نہیں کرتے۔"

پھر نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور دعا فرمائی:

" اللهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ وَطَهِّرْ قَلْبَهُ، وَحَصِّنْ فَرْجَهُ " قَالَ :فَلَمْ يَكُنْ بَعْدُ ذَلِكَ الْفَتَى يَلْتَفِتُ إِلَى شَيْءٍ. [21]

"اے اللہ! اس کے گناہ کو بخش دے، اس کے دل کو پاک کر دے، اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما (اسے پاکدامن بنا دے)۔"

راوی کہتے ہیں: اس کے بعد وہ نوجوان کسی (گناہ کی) طرف مائل ہی نہیں ہوا۔

نبی ﷺ نے نوجوان کو ڈانٹنے کے بجائے قریب بلا کر اعتماد دیا اور سمجھایا، اس سے معلوم ہوا کہ نوجوانوں کی کردار سازی میں نرم گفتاری اور سنجیدہ مکالمہ زیادہ مؤثر ہے۔ آپ ﷺ نے ماں، بیٹی، بہن وغیرہ کی مثالیں دیں۔ ان مثالوں سے یہ اصول ملا کہ جو چیز اپنے گھر والوں کے لیے پسند نہیں، وہ دوسروں کے لیے بھی جائز نہیں پھر آخر میں نبی ﷺ کے دعا مانگنے سے پتہ چلتا ہے کہ پاکدامنی صرف نصیحت سے نہیں، بلکہ دل کی اصلاح اور اللہ سے مدد مانگنے سے آتی ہے۔

خود عملی نمونہ بننا:

سیرت نبوی کا ترتیبی یہ تھا کہ سول اللہ ﷺ کسی بھی کام کا عملی نمونہ بن کر دکھاتے۔ کیونکہ Motivation کے مروجہ طریقوں میں سے موثر ترین طریقہ خود Role Model بن کر دکھانا ہے، جو انتہائی موثر ثابت ہوتا ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ ہر موقع پہ خود سے شروعات کرتے جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پہ ہوا۔ جب آپ کے اور قریش کے مابین صلح ہو چکی ہیں اور صلح کی شقوں میں سے ایک شق یہ بھی تھی کہ مسلمان اس سال واپس لوٹ جائیں گے، چنانچہ ان کو عمرہ سے بھی محروم کر دیا گیا اور یہ کہا گیا کہ وہ اگلے سال یعنی ہجرت کے ساتویں سال عمرہ ادا کرنے کے لئے آئیں گے۔ نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ حلق یا قصر کروالیں۔

چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عمرہ کا بے حد شوق تھا اسلیے یہ حکم ان پر شاق گزرا۔ نبی ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ ان کو اس سارے واقعے کی خبر دی، اس پر انھوں نے نبی ﷺ کو مشورہ دیا کہ وہ بنفس نفیس صحابہ رضی اللہ عنہم میں تشریف لے جائیں اور حلق کرنے والے سے کہیں کہ آپ کا حلق کر دے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ دیکھا تو وہ جلدی سے نبی صلی اللہ کے حکم کی تعمیل میں لگ گئے، قریب تھا کہ نبی کریم ﷺ کے حکم پر عمل کرنے کی کوشش میں ایک دوسرے کو ذبح کر ڈالتے۔

ایسے ہی غزوہ خندق کے موقع پہ خندق کھودنے کے دوران نبی ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کھدائی کرتے اور فرماتے جاتے۔

اللهم لا عيش إلا عيش الآخره، فاغفر للمهاجرين والأنصار [22]

---

[21]۔ أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني، مسند الإمام أحمد بن حنبل، الناشر: مؤسسة الرسالة، ط: 1، – 2001م، تتمة مسند الأنصار، حديث أبي أمامة الباهلي الصدي۔۔۔ج36، ص545، الرقم: 22211

[22]۔ بخاری، صحیح بخاری، کتاب مناقب الأنصار، باب دعاء النبي ﷺ: « أصلح الأنصار، والمهاجرة »، ج5، ص34، الرقم: 3797

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CJSSR CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol.04 No.01 (2026)

عملی اطلاق(Implementation)

سیرت کی روشنی میں مذکورہ نکات کا عملی اطلاق گھر، کالج، یونیورسٹی، مسجد وغیرہ میں اس طرح کیا جاسکتا ہے۔

- والدین روزانہ کم از کم 20–30 منٹ معیاری وقت دیں؛ موبائل سائیڈ پر رکھ کر رہنمائی کی جائے۔
- ہفتہ میں 2 دن 10 منٹ مطالعۂ سیرت جس میں ایک واقعہ، ایک عملی عہد اور آخر میں مختصر محاسبہ کیا جائے۔
- اسکرین ٹائم کے اوقات، مشترکہ فیملی اسپیس میں ڈیوائسز کی نگرانی، اور آن لائن زبان و نظر کے اُصول بنائے جائیں۔
- تعلیمی اداروں میں "سیرت بطور کردار" نصاب ہر مہینے ایک قدر، اور کلاس روم میں عملی سرگرمی کیس اسٹڈی کی شکل میں کروائی جائے۔
- مکالمہ کلچر کو فروغ دیا جائے، سوال کی اجازت ہو، دلیل سے بات، اختلاف کے آداب اور افواہ کی تصدیق کی تربیت کی جائے۔
- مساجد اور مدرسہ میں خطبات و دروس میں نوجوانوں کے حقیقی مسائل کو ایڈریس کیا جائے۔
- ریاست یا سول سوسائٹی مختلف یوتھ پروگرامز میں ہنر کے ساتھ دیانت، شہری ذمہ داری، رضاکارانہ خدمت(community service) کو لازمی جز بنانے کی کوشش کرے۔

خلاصہ کلام / نتائج البحث

زیرِ نظر مقالہ "نوجوانوں کی کردار سازی اور فکری تربیت میں سیرتِ نبوی ﷺ کا کردار" عصرِ حاضر کے نوجوانوں کو درپیش فکری، اخلاقی اور تربیتی چیلنجز کا تحقیقی جائزہ پیش کرتا ہے۔ مقالے میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ جدید دور میں نوجوان شناخت کے بحران، فکری انتشار، اخلاقی کمزوری، دینی بے راہ روی اور منفی فکری رجحانات جیسے مسائل سے دوچار ہیں۔ کمزور دینی و فکری رہنمائی، تربیتی خلا، اور غیر متوازن فکری ماحول کے باعث نوجوانوں میں ہر چیز کو مشکوک نگاہ سے دیکھنے اور بے مقصدیت کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔ اس صورتحال میں گھر، تعلیمی ادارے اور معاشرتی ماحول اپنی بنیادی تربیتی ذمہ داریوں سے غفلت برتیں تو نوجوانوں کی شخصیت اور کردار کی تعمیر شدید متاثر ہوتی ہے۔

مقالے میں اس امر کو نمایاں کیا گیا ہے کہ سیرتِ نبوی ﷺ نوجوانوں کی فکری تربیت کے لیے ایک جامع، متوازن اور مؤثر نمونہ فراہم کرتی ہے۔ فکری تربیت کے باب میں سب سے پہلے عقیدۂ توحید کو بنیاد قرار دیا گیا ہے، کیونکہ توحیدِ باری تعالیٰ انسان کو مقصدِ حیات، احساسِ ذمہ داری اور فکری استحکام عطا کرتی ہے۔ اسی طرح عقیدۂ رسالت اور عقیدۂ آخرت نوجوان کے اندر جواب دہی، کردار کی پختگی اور عملی زندگی میں اعتدال پیدا کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات عبادات کی پابندی، روحانی تعلق اور عملی بندگی کے ذریعے نوجوانوں کے باطن کی اصلاح کرتی ہیں۔

تحقیق میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ سیرتِ نبوی ﷺ نوجوانوں میں علم دوستی، فکری وسعت، اعتدال و توازن، تنقیدی بصیرت اور شعوری پختگی پیدا کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرامؓ کی تربیت اس انداز سے فرمائی کہ وہ عبادات، معاملات اور معاشرتی زندگی میں میانہ روی اختیار کریں۔ مزید برآں، سیرتِ طیبہ اجتماعی شعور، شہری ذمہ داری، حقوق العباد، امانت و دیانت، وعدہ کی پاسداری اور کمزور طبقات کی مدد جیسے اعلیٰ اوصاف کی تعلیم دیتی ہے، جو ایک صالح اور متوازن معاشرے کی بنیاد ہیں۔

کردار سازی کے ضمن میں اخلاص، درست نیت، صدق، امانت، عدل و انصاف، حسنِ اخلاق، حیا، پاکیزگی، قیادت کی تربیت اور عملی نمونہ بننے جیسے اصولوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ مقالے کے آخر میں سیرتِ نبوی ﷺ کی تعلیمات کے عملی اطلاق کے لیے چند مؤثر تجاویز بھی پیش کی گئی ہیں، تاکہ نوجوانوں کی فکری و اخلاقی تربیت کو جدید تقاضوں کے مطابق مضبوط بنیادوں پر استوار کیا جاسکے۔ یوں یہ تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ موجودہ دور کے فکری و اخلاقی بحرانوں کا مؤثر حل سیرتِ نبوی ﷺ کی جامع تعلیمات میں مضمر ہے، جو نوجوانوں کو متوازن فکر، مضبوط کردار اور مثبت اجتماعی شعور عطا کرتی ہیں۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

سفارشات وتجاویز

تحقیق کے نتیجے میں موضوع پہ مزید کام کی چند تجاویز پیش کی جا رہی ہیں:

- مکی ومدنی دور کی تربیتی حکمتِ عملی کا تقابلی جائزہ پیش کیا جاسکتا ہے کہ حالات بدلنے سے تربیت کے طریقے کیسے بدلتے ہیں؟
- نوجوان صحابہؓ کے منتخب واقعات کو کیس اسٹڈی کے طور پر شامل کیا جاسکتا ہے۔
- نبی ﷺ کے تربیتی اسالیب (سوال وجواب، مثال، تدریج، ذمہ داری، حوصلہ افزائی) کو "تعلیمی نفسیات" کے تناظر میں analyze کیا جاسکتا ہے۔
- کردار سازی کے پیمانے کے لیے قابلِ پیمائش اشاریے (indicators) تجویز کئے جاسکتے ہیں تاکہ عملی نتائج دیکھے جاسکیں۔
- اسکول / کالج کے لیے سیرت پر مبنی "کردار سازی نصاب" (modules) تیار کیا جاسکتا ہے۔
- والدین اور اساتذہ کے لیے تربیتی گائیڈ لائنز مرتب کی جاسکتی ہیں تاکہ گھر اور ادارہ مل کر تربیت کریں۔
- نوجوانوں کے لیے عملی پروگرام تجویز کئے جاسکتے ہیں: سیرت اسٹڈی سرکل، خدمتِ خلق پروجیکٹس، مینٹورشپ، رضاکارانہ سرگرمیاں۔
- قیادت وذمہ داری کے باب میں نبی ﷺ کے تفویضِ ذمہ داری کے اصول اخذ کرکے آج کے یوتھ لیڈرشپ ماڈلز سے تقابل کیا جاسکتا ہے۔
- نوجوانوں میں ذہنی دباؤ، بے مقصدیت اور مایوسی کے علاج میں سیرت کے رہنما اصول پر الگ فصل شامل کی جاسکتی ہے۔

مصادر ومراجع

1. القرآن الکریم
2. ابن کثیر، أبو الفداء إسماعیل بن عمر الدمشقي، **تفسیر القرآن العظیم**، الناشر: دار الکتب العلمیة، بیروت، ط: 1-1419ھ
3. حنبل، أبو عبد اللہ أحمد بن محمد الشیباني، **مسند الإمام أحمد بن حنبل**، الناشر: مؤسسة الرسالة، ط: 1، - 2001م
4. أبو داود، سلیمان بن الأشعث **"سنن أبي داود"**۔ (بیروت: المکتبة العصریة)،
5. بخاری، محمد بن إسماعیل **"الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ المعروف صحیح البخاري"**۔ مصر: دار طوق النجاة، ط۔ 1:1422
6. ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی **"سنن الترمذي"**۔ بیروت: دار الغرب الإسلامي، ط۔: 1998م۔
7. محمد حسین ھیکل، **حیاة محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم**، الناشر: المکتبة الشاملة
8. محیي السنة، أبو محمد الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوي، **شرح السنة والناشر**، المکتب الإسلامي - دمشق، بیروت، ط: 2، 1983م،